نکاح کی اہمیت و فضیلت

مصنف

مولانا محمد شمشاد ندوی

ناشر

ادارہ تحقیقاتِ اسلامی جے پور

نام کتاب : **نکاح کی اهمیت و فضیلت**
مصنف : مولانا محمد شمشاد ندوی
استاذ جامعۃ الہدایہ، رام گڑھ روڈ، جے پور(راجستھان
صفحات: ۴۸
سن اشاعت: ۲۰۲۰ء
ایڈیشن : دوم
تعداد : ۱۰۰۰
کمپوزنگ : القلم کمپوٹرس ، جے پور، راجستھان
ناشر : ادارہ تحقیقات اسلامی ، جے پور،راجستھان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام میں نکاح کی اهمیت و فضیلت

اسلام نے شادی میں سادگی کو اپنانے ،فضول خرچی سے بچنے اور بدعات وخرافات سے تقریب نکاح کومحفوظ رکھنے کی تاکید کی ہے اس سلسلہ میں اس نے ایک جامع ومتوازن نظام واصول بنایا ہے، اور امت مسلمہ کو ان تمام باتوں سے رک جانے کا حکم دیا ہے جن کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے۔ نکاح مسلم معاشرہ کا ایک ایسا عمل ہے جس کو انجام تک پہنچانے کے لئے ان امور و رسوم کو انجام دینے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے جن کا آج مسلم معاشرہ عادی ہو چکا ہے۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے نظام نکاح اوراس کے مقاصد پر ایک نظر ڈال لی جائے، تاکہ جو غیر اسلامی چیزیں نکاح کا لازمی وضروری حصہ بن چکی ہیں ان سے اسلام کے نظام نکاح کوممتاز کیا جا سکے۔

اسلام میں نکاح جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن ہے، اور نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔حضوراکرم ﷺ نے فرمایا''النکاح من سنتی (۱) وقال من رغب عن سنّتی فلیس منی''(۲) نکاح میری سنت ہےاور یہ بھی فرمایا جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں''۔

(۱) ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۸۴۶
(۲) بخاری ج ۳،ص ۷۲۳باب الترغیب فی النکاح

اسلام میں نکاح عبادت ہے جبکہ تجرد اور راہبانہ زندگی گذارنا مذموم ہے، ''لا رهبانية فی الاسلام'' (اسلام میں رہبانیت نہیں ہے) اسلام ان مذاہب کی تردید کرتا ہے جو نکاح کو روحانی ترقی کی راہ میں رکاوٹ خیال کرتے ہیں۔ مرد وعورت کی وہ جماعت جو مذہبی اعمال و رسوم کے لئے اپنے آپ کو وقف کر لیتے ہیں وہ شادی و بیاہ سے اتنا ہی دور بھاگتے ہیں جتنا آگ میں داخل ہونے کو ہلاکت و بربادی خیال کرتے ہیں۔ اسلام اس کی تردید کرتا ہے۔ اس کا فطری نظریہ یہ ہے کہ نکاح روحانی ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے بلکہ اس سے اس میں جلا و قوت پیدا ہوتی ہے اور روحانی ترقی کی راہ ہموار ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہ السلام نے نکاح کیا، خود اللہ رب العزت نے اس کی شہادت دی ہے۔

'' ولقد أرسلنا رسلاً من قبلک و جعلنا لهم أزواجا و ذرية ''(۱)''

اور ہم نے یقیناً آپ ؐ سے پہلے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیویاں اور بچے بھی دیئے''۔

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا:

'' خمسة من سنن المرسلين الحياء والحلم والحجامة والتعطر والنكاح'' (۲)

''پانچ چیزیں انبیاء کرام کی سنتوں میں سے ہیں : حیاء، بردباری، حجامت، خوشبو اور نکاح''

(۱) سورہ رعد ۳۸ (۲) مجمع الزوائد الجزء ۴ ص ۲۵۳ باب الحث علی النکاح

صالح اور نیکوکار بندوں نے نیک و صالح بیوی اور اولاد کے لیے دعا کی ہے، جیسا کی ارشاد ربانی سے معلوم ہوتا ہے:

'' ربنا هب لنا من أزواجنا و ذرياتنا قرة أعين'' (۱)

اے ہمارے پروردگار! ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) عطا فرما۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ان الله ابدلنا بالرهبانية الحنفية السمحة''(۲)

اللہ نے ہمیں رہبانیت کے بدلے آسان اور خالص ابراہیمی دین عطا فرمادیا ہے۔

''لا رهبانية فی الاسلام ''(۳) دنیا سے کنارہ کشی کی اسلام میں گنجائش نہیں۔

علماء فقه نے لکھا هے :

رشتۂ نکاح میں بندھنے سے اخلاق سدھرتے اور سنورتے ہیں، معاشرہ میں دوسرے افراد کے ساتھ رہنے سے جو تکلیفیں اور اذیتیں پہونچتی ہیں اُن پر صبر وتحمل سے نفس میں وسعت اور کشادہ ظرفی پیدا ہوتی ہے، جبکہ آدمی اولاد کی تربیت کرتا ہے۔ عزیز و اقارب اور سماج کے پسماندہ لوگوں کی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ اِسی رشتۂ نکاح کے ذریعہ خود کو اور اپنی شریکِ حیات کو پاکباز اور با عفت رہنے کا موقع فراہم کرتا ہے اور اسی کے ذریعہ وہ خود کو اور اپنی شریکِ حیات کو بہت سے فتنوں سے بچاتا ہے۔ (۴)

(۱) سورہ فرقان آیت ۷۴ (۲) نیل الأوطار جلد ۶ ص ۱۱۷ مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۵۲

(۳) نیل الأوطار جلد ۶ ص ۱۱۷ (۴) خاندانی استحکام۔ محمد یوسف اصلاحی صفحہ ۱۱

شادی شدہ ایک ایسے سکون و اطمینان اور محبت و الفت سے ہم کنار ہوتا ہے جو کسی اور ذریعہ سے میسر نہیں ہوسکتا، اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

’ ومن آیاته ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیها و جعل بینکم مودة و رحمة ، ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون ‘‘ (۱)

’’اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے واسطے تمہارے جنس کی بیویاں بنائیں تا کہ تم کو اُن کے پاس آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت و الفت پیدا کی ، اِس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں ۔‘‘

سورہ روم کی اس آیت کی تفسیر علامہ سید سلیمان ندویؒ نے یوں بیان کی ہے

’’قرآن نے ایک لفظ سکون سے بیوی کی رفاقت کی جس حقیقت کو ظاہر کیا ہے وہ اس ازدواجی تعلق کے فلسفہ کے پورے دفتر کو اپنے اندر سمیٹے ہے۔ اس کا خلوت خانہ عالم کی کشاکش، دنیا کے حوادثات اور مشکلات کے تلاطم میں امن، سکون اور چین کا گوشہ ہے ، اس لیے میاں بیوی کے باہمی تعلقات میں اتنی خوشگواری ہونی چاہئے کہ اس سے اس تعلق کے وہ خاص اغراض جن کے لیے خدا نے اس زن شوئی کے تعلق کو اپنے عجیب وغریب آثارِ قدرت میں شمار کیا ہے پورے ہوں یعنی باہمی اخلاص اور پیار، مہر ومحبت اور سکون اور چین، اگر کسی نکاح سے

سورہ روم آیت ۲۱

قدرت کے یہ اغراض پورے نہ ہوں تو اس میں دونوں یا دونوں میں سے ایک کا قصور ہے‘‘ (۱)

نسل انسانی کی بقا اور افزائش وفروغ کا پاکیزہ ذریعہ نکاح ہے، حضرت محمد ﷺ نے زیادہ بچہ جننے والی عورتوں سے نکاح کی ترغیب دی ہے، ارشاد نبویؐ ہے ۔’’ **تزوجوا الودود الولود فانی مکاثربکم الامم** ‘‘ (۲) ترجمہ: ’’تم زیادہ محبت کرنے والی ،زیادہ بچہ جننے والی عورت سے شادی کروتا کہ تمہاری وجہ سے میں اور امتوں پر فخر کروں۔‘‘

حضرت عثمان بن مظعونؓ نے خصی ہونے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے منع فرمادیا، حضرت سعد بن وقاص روایت کرتے ہیں کہ:

’’ **رد رسول الله ﷺ علی عثمان بن مظعون التبتل ولو اذن له لاختصینا** ‘‘ (۳) ’’رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کو خصی ہونے سے منع فرمادیا اور اگر اُن کو اجازت مل جاتی تو ہم ضرور خصی ہوجاتے۔‘‘

یہی وجہ ہے کہ فقہائے اسلام نے ان تمام طریقوں کو ناجائز قرار دیا ہے، جن سے آدمی دائمی طور پر نکاح کے قابل نہیں رہتا۔

جو شخص حق زوجیت ، طعام ، پوشاک اور رہائش کا نظم کرسکتا ہو اُس کو شادی کرلینا چاہئے ، کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

’’**من کان موسرا لان ینکح و ثم لم ینکح فلیس منی**‘‘ (۴)

جو شخص نکاح کی طاقت رکھتا ہو اس کو نکاح کرلینا چاہئے ، اگر اس

---

(۱) سیرۃ النبیؐ جلد ششم ص ۲۵۲-۲۵۳، دارالمصنفین اعظم گڑھ
(۲) ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۷ حدیث نمبر ۲۰۵۰ (۳) ترمذی ج ۳ ص ۳۹۴
(۴) مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۵۱ باب الحث علی النکاح

نے نکاح نہیں کیا تو اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

نکاح سے آدھے ایمان کی تکمیل ہو جاتی ہے، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ ''**اذا تزوج العبد فقد استکمل بنصف الدین، فلیتق اللہ فی النصف الباقی**'' (۱) ''جب آدمی نے شادی کر لی تو اس کا نصف دین مکمل ہو گیا اب بقیہ حصہ میں اسے اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیئے۔''

لیکن جو شخص نکاح کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اس کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے۔

''**یا معشر الشباب من استطاع منکم البائة فلیتزوج و من لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء**'' (۲)

''اے نوجوانوں کی جماعت! جو کوئی تم میں سے نکاح کی استطاعت رکھے اس کو نکاح کر لینا چاہیئے اور اگر نکاح کرنے کی طاقت نہ ہو تو وہ روزہ رکھے، بیشک یہ اس کے لیے ڈھال ہے''۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی ایک جماعت کو حضور اکرم ﷺ کی عبادتوں کا حال سن کر اپنی عبادت تھوڑی معلوم ہوئی، تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ سے ہمارا کیا موازنہ ہو سکتا ہے، جبکہ اللہ نے ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں (پھر بھی اس قدر عبادت فرماتے ہیں) اس پر ان میں سے کسی نے کہا میں ہمیشہ رات بھر عبادت کروں گا، کسی نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا، کسی نے کہا کبھی نکاح نہیں کروں گا، جب حضور

---

(۱) البیهقی. الترغیب و الترهیب ج ۳ ص ۴۲ / کنز العمال ج ۱۶ ص ۲۷۱

(۲) صحیح البخاری ج ۳ ص ۲۳۸

اکرم ﷺ کو ان کے ارادوں کا علم ہوا تو ان کے پاس آئے اور فرمایا کیا تم لوگوں نے ایسا کہا ہے، خدا کی قسم ''**انی لأخشاکم لله و أتقاکم له لکنی أصوم و أفطر و أصلی و أرقد و أتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی**'' (۱)

''یعنی میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تقویٰ اختیار کرنے والا ہوں، لیکن میں روزہ رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں جس نے میری سنت سے روگردانی کی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں''۔

عمرو بن دینار روایت کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے شادی نہ کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت حفصہؓ نے فرمایا:

''**یا أخی! لا تفعل، تزوج لک فان ولد ولدکانوا لک اجراً و ان عاشوا دعوا الله لک**'' (۲) ''اے میرے بھائی! تم ایسا مت کرو شادی کر لو، اگر اولاد ہوئی تو وہ تمہارے لیے باعث اجر ہوگی، اور اگر زندہ رہی تو وہ تمہارے لیے دعا کرے گی۔''

ہر قسم کی قرابتوں اور رشتہ داریوں کی جڑ یہی نکاح ہے یہ نہ ہوتا تو دنیا کا کوئی رشتہ پیدا نہ ہوسکتا، اسلیے دنیا کی ہر قرابت اور تعلق کا رشتہ اسی کی بدولت وجود میں آیا ہے، اور اس نقطۂ خیال سے بھی دنیا میں نکاح کی اہمیت بہت بڑی ہے کہ اسی سے ساری دنیا کے عزیزانہ مہر و محبت اور الفت و مودّت کا آغاز ہوتا ہے۔ (۳)

---

(۱) صحیح البخاری ج ۳ ص ۲۳۷۔ عن انس بن مالک۔

(۲) کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۹۱

(۳) سیرت النبیؐ ج ۶ ص ۲۵۶

نکاح کے مقاصد:

نکاح کے اہم مقاصد تین ہیں، نکاح کا ایک مقصد توالد و تناسل ہے، اس لئے قرآن کریم نے بیوی کو مرد کے لئے کھیتی قرار دیا ہے۔ ”**نسائکم حرث لکم فأتوا حرثکم انیٰ شئتم** “(۱) ”تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو“ احادیث مبارکہ میں بھی نکاح کے اس مقصد کو واضح کیا گیا ہے۔

نکاح کا دوسرا مقصد عفت و پاکدامنی کا حصول ہے، اسلام میں عصمت وعفت کی بہت زیادہ اہمیت ہے، اس کی خاطر اس نے زنا و بے حیائی کو ناجائز اور نکاح کو جائز ہی نہیں بلکہ اس کو عبادت قرار دیا ہے، اس کی خاطر اس نے پردہ کو لازم اور مرد و زن کے آزادانہ اختلاط کو ممنوع قرار دیا ہے۔ شادی شدہ مرد اور عورت، زنا اور بدنگاہی سے محفوظ ہوجاتے ہیں۔

نکاح کا تیسرا مقصد میاں بیوی کا ایک دوسرے سے سکون و طمانیت حاصل کرنا ہے، دونوں کو ایسا سکون وقرار حاصل ہوتا ہے جس کا حصول نکاح کے بغیر ممکن نہیں ہے، شوہر کا اپنی بیوی سے سکون حاصل کرنے کو اللہ نے اپنی نشانی قرار دیا ہے۔ اس سکون کے سایہ میں دونوں کی محبت والفت وقت گذرنے کے ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہے، ایک موقع پرحضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

لم تر للمتحابین مثل النکاح (۲)”دو محبت کرنے والوں کے لیے نکاح جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی گئی“

---

(۱) بقرہ ۲۲۳ (۲) ابن ماجہ ج ا ص ۵۹۳، باب ما جاء فی فضل النکاح

نکاح کو انجام دینے کے لئے اسلام نے ایک نقش راہ متعین کیا ہے۔ جس پر چل کر دونوں جہاں کی کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس کو حصول مال کا ذریعہ بنانے سے اس نے منع کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے دینداری کو ترجیح دینے کا حکم دیا ہے۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ تنكح المرأة لأربع، لمالها ولحسبها ولجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك . (۱)

”حضرت ابوھریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عموماً چار چیزوں کی وجہ سے عورت سے نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مال، حسب ونسب، حسن و جمال اور اس کے دین کی وجہ سے، اے ابوھریرہ! دین دار عورت سے نکاح کر کے کامیابی حاصل کروتمہارے ہاتھ غبار آلود ہوں۔“(عربی میں یہ کلمہ کسی چیز پر ابھارنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔)

عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ لا تزوجوا النساء لحسنهن فعسى حسنهن أن يرديهن ولا تزوجوهن لأموالهن فعسى أموالهن أن تطغيهن ولكن تزوجوهن على الدين ولأمة خرماء سوداء ذات دين أفضل . (۲)

”حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم عورتوں سے ان کے حسن کی وجہ سے نکاح مت کرو کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ ان کا حسن انہیں تکبر میں مبتلا کردے، اور ان سے مال و دولت کی وجہ سے نکاح مت کرو کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ مال و دولت ان کو سرکشی میں مبتلا کردے لیکن تم ان سے دینداری کی بناء پر شادی کرو کیوں کہ کالی نکٹی باندی جو دیندار ہو وہ زیادہ بہتر ہے۔

---

(۱) بخاری جلد ۳ ص ۲۴۲ (۲) ابن ماجہ ج ا ص ۵۹۷

اسلام نے جہاں لڑکے والوں سے دیندار لڑکی کو ترجیح دینے کا حکم دیا ہے وہیں لڑکی والوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنی لڑکی کا نکاح اس شخص سے کریں جو دیندار ہو۔

سنن ترمذی میں باب ماجاء اذا جاء کم من ترضون دینه فزوجوه کے تحت یہ حدیث مذکور ہے:

''عن أبی هریرة رضی الله عنه قال قال ﷺ اذا خطب الیکم من ترضون دینه و خلقه فزوجوه الا تفعلوا تکن فتنة فی الأرض و فساد عریض''۔(۱)

ترجمہ:۔ ''حضرت ابوھریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم لوگوں کی طرف ایسا شخص پیغام نکاح بھیجے جس کے دین و اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے اپنی لڑکی کا نکاح کردو اور اگر ایسا نہ کروگے (اور صاحب ماہ و جاہ لڑکوں کی تلاش میں اپنی لڑکیوں کو بٹھائے رکھوگے) تو زمین میں فتنہ اور فساد بہت پھیل جائے گا''۔

مرقاۃ میں ہے:۔

ایک آدمی حضرت حسنؓ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میری ایک بیٹی ہے جس کے واسطے بہت سے آدمیوں نے پیغام بھیجا ہے، کس آدمی کے ساتھ آپ نکاح کا مشورہ دیتے ہیں حضرت حسنؓ نے فرمایا، تو اپنی بیٹی کا نکاح ایسے آدمی سے کردے جو اللہ سے ڈرتا ہے کیوں کہ اگر وہ اس سے محبت کرے گا تو اس کی عزت وتکریم کرے گا۔ اور اگر کبھی اس سے ناراض ہوا تو اس پر زیادتی نہ کرے گا۔(۲)

(۱) ترمذی ج۵ ص۳۹۴ (۲) مرقاۃ شرح مشکوۃ ج۶ ص ۱۸۸

سب سے بابرکت نکاح:

سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم اخراجات ہوں جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

ان أعظم النکاح برکة أیسره مؤونة (۱)

''سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں اخراجات کم سے کم ہوں''۔

یہ حدیث قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے مشعل راہ ہے اس کی روشنی میں نکاح کو دونوں جہاں کے لیے مفید ونافع بنایا جاسکتا ہے اور خاندان اور معاشرہ کو ان تمام مشکلات سے نجات دلائی جاسکتی ہے جس سے موجودہ انسانی معاشرہ دوچار ہے، آج رسم ورواج، خرافات وبدعات، تلک اور جہیز کو نکاح کا لازمی وضروری امر قرار دے کر نکاح اور اس کے مقاصد کو فراموش کر دیا گیا ہے۔ نتیجتاً نکاح کی منزل سے عبور کرنا بہت مشکل ہوگیا ہے۔ پورے ملک میں بن بیاہی لڑکیوں کی تعداد کا اندازہ ایک شہر حیدرآباد کے سروے سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ ایک سروے رپورٹ کے مطابق ''حیدرآباد میں ۲۵ سال سے زائد عمر کی ۴۰ تا ۵۰ ہزار بن بیاہی لڑکیاں مسلم معاشرہ میں موجود ہیں اور لڑکیوں کی عمریں ڈھل رہی ہیں، والدین اور سرپرست پریشان ہیں''۔ غور کرو یہ اس معاشرہ کے حالات ہیں جو اسلام کے پیروکار ہیں، مسلم سماج بجائے آئیڈیل بننے کے خود ہندوستانی تہذیب کے آغوش میں آچکا ہے، حالانکہ اسلام نے امت مسلمہ کو زندگی کے تمام معاملات میں فضول خرچی سے بچنے، سادگی کے ساتھ نکاح کرنے، رسوم و بدعات سے دور رہنے اور غیر اسلامی تلک اور جہیز سے بچنے کا حکم دیا ہے۔

(۱) مسند احمد بن حنبل ج۶ ص۸۲

تقریب نکاح میں فضول خرچی اور غیر شرعی اعمال و رسومات:

اسلام نے اسراف وفضول خرچی کو زندگی کے تمام معاملات اور شعبوں میں ناپسند کیا ہے۔اور فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لا تبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطٰن لربه کفورا. (۱)

''مال کو بے موقع مت اڑانا کیوں کہ بیشک بے موقع اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے''۔

کلوا واشربوا ولا تسرفوا انه لا یحب المسرفین.(۲)

اور کھاؤ اور پیو البتہ اسراف نہ کرو اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حرام کام میں ایک روپیہ بھی خرچ کیا جائے تو وہ فضول خرچی ہے۔امام قرطبی فرماتے ہیں۔

من انفق درهما فی حرام فهو مبذر. (۳)

یعنی جس نے حرام کام میں ایک درہم خرچ کیا تو وہ فضول خرچ ہے۔

نیک کام میں اس قدر خرچ کرنا جس سے انسان تنگ دست ہوجائے اور دوسروں سے قرض لینے یا دست سوال پھیلانے کی نوبت آجائے اس سے

(۱) بنی اسرائیل ۲۶، ۲۷ (۲) سورہ اعراف آیت : ۳۱

(۳) الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، ج ۱۰ ص ۲۴۸

حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے جیسا کہ سنن الدارمی میں مذکور ہے۔

''حضرت جابر بن عبداللہ راوی حدیث ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی انڈے کے بقدر سونا لیکر آیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ اس کو میری جانب سے صدقہ میں قبول فرما لیجئے خدا کی قسم اس کے علاوہ میرے پاس کوئی مال نہیں ہے تو آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا پھر وہ آپ کی بائیں جانب سے آیا اور اس نے پھر وہی بات پیش کی پھر وہ آپ کے سامنے سے آیا اور اس نے پھر وہی بات پیش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو لاؤ آپ ﷺ نے اس کو غصہ کی حالت میں اس طرح پھینکا کہ اگر وہ کسی کو لگ جاتا تو زخمی ہوجاتا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنا سارا مال لیکر آجاتا ہے اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہوئے بیٹھ جاتا ہے۔صدقہ وہ ہے جو غنی کی حالت کو برقرار رکھتے ہوئے کیا جائے اسے لے لو ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔اس آدمی نے اپنے مال کو لے لیا اور چلا گیا ابومحمد نے کہا کہ مالک فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص مساکین کو صدقہ کرنا چاہے تو ثلث مال سے کرے ''۔(۱)

کنز العمال میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: **من اقتصد أغناه الله و من بذر افقره الله، و من تواضع لله رفعه الله و من تجبّر قصمه الله. (۲)**

''جس نے میانہ روی اختیار کی اللہ نے اس کو بے نیاز کردیا اور جس نے فضول خرچی کی اللہ نے اس کو محتاج بنا دیا اور جس نے اللہ کی

(۱) سنن الدارمی ج ۱ ص ۳۹۱

(۲) کنز العمال ج ۳ ص ۵۰، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت

خاطر خاکساری اختیار کی اللہ نے اس کو سربلندی عطا کی اور جس نے تکبر کیا اس کو اللہ نے ہلاک کر دیا‘‘

ان صریح اسلامی احکام کے بعد شادی یا زندگی کے کسی بھی معاملہ میں اسراف وفضول خرچی کی بالکل گنجائش نہیں رہ جاتی ہے۔ دور حاضر میں مسلم معاشرہ میں شادی کے قبل یا شادی کے موقع پر جس اسراف و فضول خرچی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اورلڑکی والوں کواخراجات کثیر کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے اور رسم ورواج کی ادائیگی میں فضول خرچی اور غیر اسلامی طریقہ اپنایا جاتا ہے۔ اس کو دیکھ کر اب برادران وطن بھی حیران ہیں۔ اور جن مسائل سے وہ دو چار ہیں ان کو مسلم معاشرہ بخوشی گلے لگانے کے لئے تیار ہے اس پر وہ تعجب میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ اس ملک میں مسلمانوں کو اپنے قول وعمل کا قابل تقلید نمونہ پیش کرنا چاہیئے تھا۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں:

’’مسلمانوں میں اسراف کی جو وبا آئی ہوئی ہے، شادیوں اور دیگر تقریبات میں جس طرح اسراف وتبذیر جاری ہے غیر اسلامی رسومات کی پابندی کی جارہی ہے وہ کسی بھی قوم وملت کے لئے تباہی و بربادی کا پیش خیمہ ہے جس قوم کے لاکھوں لوگ نانِ جو کے محتاج ہوں اور ستر پوشی کے لباس سے عاری ہوں اہل ثروت اللہ کی عطا کردہ دولت کا بے جا استعمال کر رہے ہوں ایسی صورت میں اس قوم کے مستقبل کا کیا ہوگا۔(۱)

(۱) تعمیر حیات ۲۵/ مارچ ۲۰۰۱ء

تلک اور جہیز:

مسلم معاشرہ میں جہاں بہت سے غیر اسلامی اعمال و افعال داخل ہو گئے ہیں ان میں تلک اور جہیز بھی ہے۔ ان دونوں کے مسلم معاشرہ میں آ جانے کی وجہ سے لڑکیوں کا رشتہ ازدواج سے منسلک ہونا دشوار ہوگیا ہے۔ ان کی وجہ سے نکاح کا مقدس رشتہ حصول دولت کا ذریعہ بن گیا ہے۔ اورظلم وزیادتی، طعن وتشنیع، طلاق وخلع وتفریق کے ساتھ زندہ جلائے جانے یا خودکشی پر مجبور کر دیئے جانے کے واقعات بھی کثرت سے وقوع پذیر ہورہے ہیں۔ اس ملک میں مسلمان برائیوں کو ختم کرنے اور نیکیوں کے پھیلانے کے اہم فریضہ سے غافل ہوتے جارہے ہیں۔ خصوصاً ان حالات میں جبکہ برادران وطن تلک اور جہیز کے بدترین نتائج کو دیکھ کر اس کے خاتمہ کے لئے مسلسل جد وجہد کر رہے ہیں باوجود اس کے کہ ہندو دھرم میں اس کی اجازت ہے اور ان کی مقدس ہستیوں کے حالات زندگی میں اعلیٰ قسم کے جہیز کا ثبوت ملتا ہے۔

مسلم معاشرہ میں تلک (نقد رقم) کا مطالبہ برادرانِ وطن سے متاثر ہوکر اپنا لیا گیا ہے۔ اسلام میں تلک رشوت اور حرام ہے۔ اس کا لینا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے البتہ مجبوری کی حالت میں دینا جائز ہے، یہ ایسی انسانیت سوز رسم ہے جس کے مہلک اثرات کی وضاحت کے لیے الفاظ ملنے مشکل ہیں۔ آج شادی تجارت بن گئی ہے جس میں تلک لاکھ سے تجاوز کرجاتا ہے اور سامان جہیز کی فہرست میں ایسے سامان بھی شامل ہو جاتے ہیں جن کی شاید ہی ضرورت پیش آتی ہو، بات صرف تلک اور جہیز پر ختم نہیں

ہو جاتی بلکہ شادی کے موقع پر اور شادی کے بعد ایک طویل مدت تک مختلف ناموں سے لڑکی کے اولیاء سے رقومات حاصل کی جاتی ہے جس کی اجازت شریعت میں نہیں ہے اور یہ مرد کی مردانگی، غیرت و خودداری اور شرافت اور عزت کے خلاف بھی ہے۔

لڑکا یا اس کے والدین کی جانب سے لڑکی یا اس کے اولیاء سے سامانِ جہیز کا مطالبہ کرنا ناجائز ہے۔ لڑکی یا اس کے اولیاء کی جانب سے جو کچھ دیا جائے گا، وہ رشوت ہوگا۔ جس کی واپسی ضروری ہوگی۔ ابن حزم اندلسی اپنی کتاب ''المحلیٰ'' میں لکھتے ہیں:

''ولا يجوز أن تجبر المرأة على أن يتجهز اليه بشيء أصلاً لا من صداقها الذى أصدقها، ولا من غيره من سائر مالها، والصداق كله لها تفعل فيه كله ماشاء ت، لا اذن للزوج فى ذلک و لا اعتراض و هو قول أبى حنيفة والشافعى و أبى سليمان وغيرهم''(۱)

''عورت کو اس بات پر مجبور کرنا جائز نہیں ہے کہ وہ خاوند کے پاس جہیز لائے نہ ہی اس مہر کی رقم سے جو خاوند نے اسے دی ہے نہ اس کے دوسرے اموال سے، کل مہر اس کی ملکیت ہے اس میں جو چاہے کرے شوہر کو اس میں کسی قسم کے دخل دینے کا حق نہیں ہے یہ قول امام ابوحنیفہ، اما شافعی اور ابوسلیمان وغیرہ کا ہے۔''

امام ابوزھرہ اس سلسلہ میں حنفی مسلک کی یوں وضاحت کرتے ہیں:

(۱) المحلی لابن حزم الاندلسی ج ۹ ص ۱۰۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت

''حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ گھریلو سامان کی تیاری شوہر کے ذمہ ہے، اس لیے کہ ہر قسم کا نفقہ یعنی کھانا، لباس اور رہائش کی جگہ دینا اس پر واجب ہے اور گھریلو ساز و سامان رہائش کے مکان میں داخل ہے اس لحاظ سے گھریلو ساز و سامان کی تیاری شوہر پر واجب ہے، مہر جہیز کے بدلہ میں نہیں ہے اس لیے کہ وہ عطیہ ونحلہ ہے جیسا کہ قرآن نے مہر کو نحلہ کہا ہے وہ بلاشرکت غیر بیوی کی ملک ہے اور بیوی کا یہ حق شوہر کے ذمہ واجب ہے، شریعت میں کوئی ایسی دلیل نہیں جس کی بنیاد پر گھریلو ساز و سامان کی تیاری کو عورت پر واجب حق قرار دیا جا سکے اور بغیر دلیل کے کوئی حق ثابت نہیں ہوتا''۔

تلک (نقد رقم) اور جہیز کی صورت میں ملنے والی دولت اسی طرح حرام ہے جس طرح سود کا لینا دینا حرام ہے اس میں کسی طرح کا تعاون کرنا بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''لا تاكلوا اموالكم بينكم بالباطل''(۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لا يدخل الجنة لحم نبت من سحت و كل لحم نبت من السحت كانت النار أولى به''.(۲)

ترجمہ: حرام مال سے پلا ہوا بدن جنت میں داخل نہیں ہوگا اور ہر حرام مال سے پروردہ بدن کے لیے جہنم کی آگ زیادہ مناسب ہے۔

مروجہ تلک اور جہیز حرام ہے اس کا لینا اس طرح حرام ہے جس طرح سود و رشوت کا لینا حرام ہے، حرام مال کے استعمال سے نماز و دعا

(۱) سورہ نساء ۲۹۔ (۲) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۶ ص ۴۳

قبول نہیں ہوتی ہے، اس کی وجہ سے جہاں آخرت میں عذاب وسزا متعین ہے وہیں دنیاوی ذلت و رسوائی اور سزا بھی مقرر ہے۔اور اولاد کے نافرمان ہوجانے اور ایسی دولت کے جلد ختم ہوجانے کا مشاہدہ بھی ذی شعور کی آنکھیں کرتی رہتی ہیں، اللہ کرے ہر مسلمان کو حرام دولت کے نقصانات کا صحیح شعور و یقین پیدا ہوجائے۔آمین

الغرض مروجہ تلک اور جہیز ایک رسم ہے، اسلام میں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔لہٰذا لین دین دونوں حرام ہے آپ ﷺ کی شادیوں کے باب میں اور آپ ﷺ کی صاحبزادیوں کی شادیوں کے بیان میں، اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت و احوال میں جہیز لینے اور دینے کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ قرآن و حدیث متقدمین فقہاء اور ائمہ اربعہ کی کتابوں میں جہیز کا تذکرہ نہیں ہے اس کے باوجود ہمارا معاشرہ اس لعنت میں گرفتار ہوکر کسب حرام، رشوت، زنا و بدکاری، عریانیت و فحاشی، قتل و خونریزی، طلاق وخودکشی کی آماجگاہ بن گیا ہے۔(تفصیلات کے بعد ملاحظہ کیجئے راقم کی دوسری کتاب ''جہیز ایک ناسور'')

مہر:

مہر ایک ایسا تحفہ وعطیہ ہے جس کو شوہر اپنی بیوی کو شب زفاف یا اس کے بعد حسب سہولت پیش کرتا ہے، یہ جہاں اس کی شرمگاہ سے استفادہ کا عوض ہے وہیں یہ بیوی کی عزت وتکریم اور محبت و الفت کے اظہار کا ایک وسیلہ و ذریعہ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مہر مؤجل اور معجّل دونوں جائز ہے۔

اسلام نے مہر شوہر کی معاشی حالت کے مطابق متعین کرنے کی تاکید کی ہے۔مہر اس قدر زیادہ نہ ہو کہ شوہر اس کی ادائیگی سے قاصر و عاجز ہوجائے اور اس قدر کم نہ ہو کہ عورت کی قدر و قیمت پر حرف آئے۔

ترمذی میں ہے:

عن ابی العجفاء السُّلمی قال: قال عمر بن الخطاب ألا لا تغالوا صدقة النساء فانها لو كانت مَكرُمةً فی الدنيا أو تقوی عند الله، لكان أولا كم بها نبی الله ﷺ ما علمت رسول الله ﷺ نكح شيئا من نسائه، ولا أنكح شيئا من بناته علی أكثر من ثنتی عشرة أوقيّةً (۱)

''حضرت عمر بن الخطاب ؓ نے فرمایا خبردار! عورتوں کے مہر بڑھایا نہ کرو، کیونکہ اگر یہ دنیا میں عزت اور اللہ کے نزدیک تقوی کی بات ہوتی تو تم لوگوں کے مقابلہ میں نبی ؐ اس کے زیادہ مستحق تھے میرے علم میں نہیں کہ آپ نے کسی زوجہ مطہرہ سے نکاح کیا یا اپنی کسی صاحبزادی کا نکاح کیا اور ان کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ سے زیادہ رکھا ہو''۔

ممالک عربیہ میں لڑکوں کی شادیوں میں تاخیر اور دشواری کی سب سے اہم وجہ مہر کی زیادتی ہے، جس کی ادائیگی عقد نکاح سے قبل لازم ہوتی ہے۔ حالانکہ شریعت میں مہلت کی بھی گنجائش ہے، ہندوپاک میں تلک و جہیز کی وجہ سے لڑکیوں کی شادی دشوار ترین ہوگئی ہے جبکہ ممالک عربیہ میں مہر کی زیادتی کی وجہ سے لڑکوں کی شادی دشوار ہوگئی ہے۔اسلام میں یہ دونوں ناپسندیدہ عمل ہے۔

(۱) ترمذی ج۳ ص۴۲۳ باب ما جاء فی مهور النساء

شوہر پر پورے مہر کی ادائیگی اس وقت واجب ہوتی ہے جبکہ شوہر نے ہمبستری کرلی ہو یا زوجین کو تنہائی نصیب ہو چکی ہو۔ اگر نکاح کے بعد ہمبستری یا خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو تو نصف مہر کی ادائیگی لازم ہوتی ہے اور عقد نکاح کے وقت مہر مقرر نہیں ہوا اور ہمبستری یا خلوت صحیحہ سے قبل رشتہ ختم ہوگیا تو اس صورت میں شوہر پر متعہ واجب ہوگا۔ متعہ کی کم سے کم مقدار ایک جوڑا کپڑا ہے جبکہ اس کی زیادہ سے زیادہ مقدار متعین نہیں ہے، یہ مرد کی معاشی حالت پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

مہر ایک قرض ہے جس کی ادائیگی میں جلدی کرنی چاہئے اور خوش دلی کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے:

و اتو النساء صدقٰتهن نحلة. (۱)

''تم لوگ بیوی کے مہر خوش دلی سے دے دیا کرو۔''

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

'' جس کسی آدمی نے کسی عورت سے قلت مہر یا کثرت مہر پر شادی کی لیکن اس کے دل میں عورت کے اس حق کو ادا کرنے کا ارادہ نہیں ہے اس نے عورت کو دھوکہ دیا، وہ مرگیا اس حال میں کہ اس نے اس کا حق (مہر) اس کے سپرد نہیں کیا تو وہ قیامت میں اللہ سے زانی کی حیثیت سے ملاقات کرے گا۔ (۲)

اگر بیوی بلا کسی جبر و دباؤ کے اپنی مرضی وخوشی سے مہر معاف کردے تو اس کو اپنے مصرف میں استعمال کرنا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فان طبن لكم عن شيء منه نفسا فكلوه هنيئا مريئاً. (۳)

---

(۱) نساء آیت ۴

(۲) الترغیب والترھیب للمنذری ج ۳ ص ۴۸

(۳) سورہ نساء آیت ۴

''ہاں اگر وہ بیویاں خوش دلی سے چھوڑ دیں تو تم اس مہر کو، مزے دار اور خوشگوار سمجھ کر کھاؤ''۔

ازواج مطہرات، بنات طاہرات اور صحابیات کے مہر سونے اور چاندی کے سکوں میں مقرر کئے گئے تھے، چنانچہ سونے اور چاندی کی شکل میں مہر کا تعیّن سنت سے قریب ہے، اور عورت کے حق میں مفید و نافع بھی۔ کیونکہ آئے دن سکّوں کی قدر و قیمت میں انحطاط معمول کی بات ہوگئی ہے، سونے یا چاندی کی قیمت یا تو بڑھتی رہتی ہے یا اپنی جگہ پر قائم رہتی ہے۔

بارات:

موجودہ دور کی بارات اسلام کے مزاج و روح کے خلاف ہے، کیونکہ اس میں فضول خرچی، بے پردگی و بے حیائی عام بات ہوگئی ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ اسلام کے نظام نکاح میں بارات کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ حضور اکرم ﷺ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلاف کی زندگیوں میں اس کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔ یہ ایک رسم ہے، جو کہ دولہے والے اپنے عزیز و اقارب اور متعلقین کی ایک جماعت ساتھ لے جاتے تھے تا کہ خود بھی منزل تک صحیح سلامت پہنچ جائیں، اور واپسی میں دلہن اور اس کا ساز وسامان بحفاظت گھر تک پہنچ جائے۔ بدامنی کے دور میں مختلف اغراض کی وجہ سے لوگ جماعت و گروہ کی شکل میں سفر کرتے تھے۔ سفر کی موجودہ سہولیات اور منظّم طریقوں کی ایجاد نہیں ہوئی تھی۔ لہٰذا حالات کی ابتری و بدحالی میں بارات ایک اہم ضرورت تھی۔

لیکن آج اس کو نکاح کا ایک لازمی حصہ قرار دے کر اور بلا ضرورت ایک بڑی جماعت کو ساتھ لے کر لڑکی والے کے گھر جانا اور لڑکی کے اولیاء کو عمدہ کھانا کھلانے اور رہائش کے لیے عمدہ انتظام کرنے پر مجبور کرنا سراسر ظلم و زیادتی ہے۔ بسا اوقات لڑکی والوں نے سو آدمیوں کا انتظام کیا تھا اور باراتی دو سو پہنچ گئے اس سے لڑکی والوں کی رسوائی و ذلت ہوتی ہے۔ کسی مسلمان کو رسوا کرنا جائز نہیں ہے اور اس کی وجہ سے نا اتفاقی پیدا ہوتی ہے یہ بھی حرام ہے۔ بن بلائے کسی کے گھر پہنچ جانا اور ڈھٹائی سے کھانا کھانا جائز نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ہی بارات میں فضول خرچی، بے پردگی و بے حیائی عام بات ہوگئی ہے، بارات میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ منچلے نوجوان اور خوبصورت لڑکیاں اور معصوم بچے بھی ساتھ ہوتے ہیں، عشقیہ نغموں کی کیسٹیں اور کیمرے بھی ساتھ ہوتے ہیں، کبھی سفر چند فاصلوں کا ہوتا ہے تو کبھی دوسرے شہر اور دیہات کا بھی ہوتا ہے، اس سفر میں جو بے پردگی و بے حیائی ہوتی ہے اس کو بیان کرنا دشوار ہے۔ معاملہ یہیں ختم نہیں ہوجاتا بلکہ مستقبل کی بہت ساری برائیوں کا بھی ذریعہ بن جاتا ہے۔ یہ سارے اعمال و افعال غیر شرعی ہیں، اور یہ نکاح کے مقدس فریضہ کے خلاف ہیں۔

پیغام نکاح :

پیغام نکاح، عقد نکاح کی تمہید ہے، لڑکا اور اسکے اولیاء کی جانب سے لڑکی کے اولیاء کو پیغام نکاح دیا جائے یا لڑکی کے اولیاء کی جانب سے پیغام نکاح دیا جائے دونوں صورتیں جائز ہیں۔ احادیث میں دونوں طرح

کی صراحت موجود ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ شادی کا پیغام مرد کی طرف سے دیا جائے۔

عن عروة ان النبی ﷺ خطب عائشة الی أبی بکر فقال له ابوبکر : انما أنا أخوک، فقال أنت أخی فی دین الله و کتابه وھی لی حلال. (۱)

''حضرت عروہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ کے سلسلہ میں حضرت ابوبکرؓ کو پیغام دیا حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا؟ آپ تو ہمارے بھائی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرے دینی بھائی ہو اور میرے لئے اس سے نکاح درست ہے۔''

وقال عمر خطب النبی ﷺ الیّ حفصة فأنکحته. (۲)

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حفصہؓ کے بارے میں پیغام نکاح دیا، میں نے آپؐ سے نکاح کر دیا۔''

براہ راست عورت کو پیغام نکاح دینا جائز ہے :

رسول اللہ ﷺ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے ذریعہ ام سلمہ کے پاس پیغام بھیجا۔ (۳)

حضرت ابوالسنابل بن بعلبک نے حضرت سبیعہ بنت حارث

(۱) بخاری ج ۳ ص ۲۴۰، باب تزویج الصغار من الکبار۔ دار المعرفۃ بیروت، لبنان

(۲) بخاری ج ۳ ص ۲۴۹، باب تزویج الأب ابنتہ من الامام۔ دار المعرفہ بیروت

(۳) عن ام سلمة: ارسل الیّ رسول الله ﷺ حاطب بن ابی بلتعة یخطبنی له. فقلت : ان لی بنتاو أنا غیور فقال اما ابنتها فندعوالله ان یغنیها عنها، و أدعوالله ان یذهب بالغیرة. مسلم ج ۲ ص ۶۳۳، باب مایقال عند المصیبۃ۔ دار احیاء التراث العربی۔ بیروت)

کو (۱)اور حضرت ابوطلحہ نے حضرت ام سلیم کو پیغام دیا:(۲)

لڑکی کے والد یا دیگر رشتہ داروں کی جانب سے لڑکے یا اس کے اولیاء کو پیغام نکاح دینا جائز ہے۔ بخاری کی روایت کے مطابق حضرت عمرؓ نے اپنی صاحبزادی حفصہؓ کا پیغام نکاح حضرت عثمان بن عفانؓ کو دیا۔ ان کے انکار پر انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو پیغام دیا لیکن وہ بھی خاموش رہے۔لیکن چند ایام گذرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہؓ کے لئے پیغام دیا اور حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہ کو آپؐ کی زوجیت میں دے دیا۔(۳)

صالح مرد کے لئے لڑکی اپنا پیغام نکاح خود بھیجنا چاہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حدثنا علی بن عبد الله حدثنا مرحوم قال سمعت ثابتا

(۱) عن ام سلمة زوج النبی ﷺ ان امرأة من أسلم يقال لها سُبَيْعَة كانت تحت زوجها توفّی عنها وهی حبلی، خطبها ابو السنابل بن بعكك فأبت أن تنكحه فقال والله ما يصلح أن تنكحيه حتى تعتدی آخر الأجلين فمكثت قريباً من عشر ليال ثم جاء ت النبی ﷺ قال أنكحی.

بخاری ج ۳ ص ۲۸۱ باب واولات الأحمال اجلهن ،دارالمعرفة بیروت۔

(۲) ''عن أنس قال خطب أبوطلحة أم سليم فقالت والله ما مثلك يا أبا طلحة يردّ و لكنك رجل كافر ا نا امرأة مسلمة و لايحل لی أن أتزوجك فان تُسلم فذلك مهری و ما أسألك غيره فأسلم فكان ذلك مهرها قال ثابت فما سمعت بامرأة قط كانت اكرم مهرا من أم سليم الاسلام فدخل بها فولدت له''

سنن نسائی ج ۳، ص ۱۱۴ کتاب النکاح، باب التزویج علی الاسلام)

(۳) بخاری، باب عرض الانسان ابنته أو أخته علی أهل الخير
ج ۳ ص ۲۴۷، دارالمعرفة، بیروت

البنانی قال كنت عند انس وعنده ابنة له قال انس جاء ت امرأة الی رسول الله ﷺ تعرض عليه نفسها قالت يا رسول الله ألك بی حاجة ؟ فقالت بنت انس ما أقل حياء ها واسَوْأتاه واسَوْتأه قال هی خير منك رغبت فی النبی ﷺ فعرضت عليه نفسها.(۱)

حضرت ثابت بنانی سے مروی ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت انسؓ کے پاس تھا ان کی بیٹی بھی وہاں بیٹھی تھی۔حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اپنی پیشکش کرتے ہوئے بولی: یارسول اللہ! کیا آپ کو میری ضرورت ہے؟

حضرت انسؓ کی بیٹی بولی! توبہ توبہ کتنی بے شرم ہے۔حضرت انسؓ نے کہا وہ تم سے بہتر ہے۔حضور ﷺ کی ذات میں رغبت محسوس کی تو پیشکش کردی۔

مذکورہ روایات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ لڑکی کے سرپرستوں کی جانب سے ہی پیغام نکاح دینے کا عام چلن و رواج شریعت اسلامیہ کے مزاج وروح کے خلاف ہے۔ بلکہ لڑکا اور اس کے سرپرستوں کی جانب سے پیغام نکاح دینے کو رواج دیا جائے البتہ مذکورہ روایات کی روشنی میں حسب سہولت مختلف طریقے اپنانے کی بھی گنجائش ہے۔

کتب حدیث وسیرت کے مطالعہ کے بعد یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ پیغام نکاح عہد رسالت وصحابۂ کرام میں ایک آسان اور سادہ عمل تھا جس کو انجام دینے کے لئے کسی تکلف، صرفہ وخرچہ اور رشتہ دار و متعلقین کو جمع کرنے کی قطعاً

(۱) بخاری ۳ ص ۲۴۶، باب عرض المرأة نفسها علی الرجل الصالح

ضرورت نہیں سمجھی جاتی تھی۔ بلکہ پیغام نکاح کی بات جانے دیجئے شادی ہوجاتی تب بھی تمام عزیز واقارب کو خبر نہیں ہوپاتی تھی۔ عبدالرحمٰن بن عوف رشتہ ازدواج سے منسلک ہوجاتے ہیں لیکن اپنی جان و مال سے زیادہ عزیز حضور پاک ﷺ کو بھی اپنی شادی کے موقع پر تشریف آوری کی دعوت نہیں دیتے ہیں۔ شادی کے کچھ آثار دیکھ کر حضور اکرم ﷺ خود ہی دریافت فرماتے ہیں، تب صحابی رسول شادی کر لینے کی بابت بتاتے ہیں۔(۱)

اس پاکیزہ دور میں شادی آسان ترین عمل تھا۔ آج اسی اسلام کے ماننے والے اور محمد ﷺ سے عشق کا دعویٰ کرنے والوں کے یہاں لڑکیوں کی شادیاں کیوں مشکل ترین ہوگئی ہیں۔ کیا ہم اللہ اور رسول ؐ کی تابعداری کے بجائے نفس اور شیطان کی پیروی نہیں کررہے ہیں۔ کیا ہم آخرت کے حساب و کتاب کو بھلا کر دنیاوی مال و متاع اور منافع و فوائد کے حصول میں مشغول و منہمک نہیں ہوگئے ہیں۔ شادیوں میں غیر شرعی طور طریقہ اور رسوم و رواج کے کی وجہ سے ہم مختلف پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ اگر ان پریشانیوں اور مشکلات سے اپنے گھر، خاندان، اور معاشرہ کو نکالنا چاہتے ہیں تو ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں کے آگے سر تسلیم خم کردینا چاہئے۔ دونوں جہاں کی کامیابی اللہ اور اس کے رسول کی پیروی میں ہے۔

---

(۱) عبد الرحمٰن بن عوف جاء الی رسول الله ﷺ و به أثر صفرة فسأله رسول الله ﷺ فأخبره أنه تزوج امرأة من الأنصار قال : كم سُقتَ اليها ؟ قال : زنة نواة من ذهب قال رسول الله أولم ولو بشاة. (بخاری ج ۳ ص ۲۵۲) باب الصفرۃ للمتزوج۔ دارالمعرفہ بیروت)

منگیتر کو دیکھنے کی اجازت ھے:

نکاح کا پیغام دینے سے پہلے اپنی منگیتر کو دیکھنے کی بھی اجازت دی ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

اذا خطب احدكم المرأة فان استطاع ان ينظر الى ما يدعوه الى نكاحها فليفعل (۱)

''جب تم میں سے کوئی کسی عورت کے یہاں نکاح کا پیغام بھیجے تو، جو چیز اس کے نکاح کی داعی بنی ہے اس کو دیکھ سکے تو دیکھ لے۔''

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا، ایک شخص نے آکر اطلاع دی کہ وہ ایک انصاری عورت سے نکاح کرنے والا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ جواب دیا نہیں، فرمایا: جاؤ اسے دیکھ آؤ انصار کی آنکھوں میں کچھ ہوتا ہے۔(۲)

بہتر یہ ہے کہ نکاح کے ارادے کا ظاہر کئے بغیر لڑکی کو دیکھ لے تاکہ انکار کی صورت میں لڑکی یا اس کے گھر والوں کو صدمہ اور ذلت و رسوائی نہ ہو اور دوسری جگہ شادی میں دقت نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو پیغام دے تو عورت کے علم کے بغیر بھی اسے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

پیغام پر پیغام:

اسلام نے نکاح کا پیغام دینے میں اس بات کا بھی حکم دیا ہے کہ تم اپنے بھائی کے پیغام پر اپنا پیغام نہ دو۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) ابوداود ۲۰۸۳ (۲) مسلم کتاب النکاح باب ندب النظر الی وجہ المرأۃ حدیث ۱۴۲۴

لا یخطب بعضکم علی خطبة اخیه.(۱)

ہاں اگر یہ معلوم ہوجائے کہ پیغام کو رد کیا جا چکا ہے یا رشتہ مناسب نہ ہونے کی وجہ سے خاموشی اختیار کرلی گئی ہے تب دوسرا شخص پیغام دے سکتا ہے۔

خطبہ نکاح کا مفہوم اور زوجین سے عہد و پیمان:

خطبہ نکاح میں تمام امت مسلمہ کو خصوصیت کے ساتھ زوجین کو اللہ سے ڈرنے، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمابرداری میں ہی کامیابی و کامرانی کا یقین کامل بنانے اور اپنے مقصدِ زندگی کو پہچاننے کی ہدایت ہے۔ خوشی کے موقع پر بھی اسلام کے حدود سے باہر نہ نکلنے کی واضح تلقین ہے۔ خطبۂ نکاح کے مفہوم پر غور کیجئے:

خطبہ نکاح

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نعوذ بالله من شرور أنفسنا و من سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادى له، و أشهد أن لا اله الا الله و أشهد أن محمداً عبده و رسوله.

" يايها الذين آمنوا اتقوا الله حق تقاته ولا تموتن الا و أنتم مسلمون".

" يايها الناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس واحدة و خلق منها زوجها و بث منهما رجالا كثيرا و نساء. واتقوا لله الذى تساء لون به والارحام. ان الله كان

(۱) بخاری، باب لا یخطب علی خطبة أخيه ج ۳ص ۲۵۱

عليكم رقيبا".

" يايها الذين آمنوا اتقوا الله وقولوا قولاً سديداً، يصلح لكم أعمالكم و يغفرلكم ذنوبكم، ومن يطع الله و رسوله فقد فاز فوزا عظيما".

"تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، ہم اسی کی حمد بیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور ہم اپنے بُرے اعمال اور نفس کے شرور سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں، جسے خدا راہ یاب کردے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں اور محمدؐ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو۔ جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا۔" (سورہ آل عمران ۱۰۲)

"اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا، اس جاندار سے اس کا جوڑا پیدا کیا، اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں، اور تم خدائے تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے واسطے سے سوال کرتے ہو آپس میں اور خبردار رہو قرابت والوں سے۔ بالیقین اللہ تعالیٰ تم سب کی اطلاع رکھتے ہیں۔" (النساء)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور راستی کی بات کہو، اللہ تعالیٰ اس کے صلہ میں تمہارے اعمال درست کردے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔" (سورہ احزاب ۷۰)

اس خطبہ کو بار بار پڑھئے کہ ہزاروں صفحات کو چند سطروں میں سمو

دیا گیا ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسول کے کلام کا اعجاز ہے، لیکن افسوس! ان واضح ہدایات کے باوجود نفس اور شیطان کے جال میں ہم پھنس چکے ہیں۔

اگر ہم ان پر عمل پیرا ہوجائیں تو انشاء اللہ ان تمام عائلی و معاشرتی مسائل و تنازعات کا خاتمہ ہوجائے گا جن سے ہمارا گھر، خاندان اور سماج دوچار ہے۔

عقد نکاح:

عقد نکاح کے لئے سب سے بہتر جگہ مسجد ہے جیسا کہ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے ''**واجعلوه فی المساجد**'' (۱) لیکن حسب سہولت کسی بھی مناسب جگہ میں عقد نکاح کی مجلس منعقد کی جا سکتی ہے جہاں لوگ آسانی سے جمع ہوسکیں، کیونکہ اس مجلس کے انعقاد کا مقصد نکاح کی تشہیر بھی ہے۔ دونوں کے عزیز واقارب جمع ہوں اور دو بالغ گواہوں کی کوموجودگی میں خطبہ مسنونہ کے بعد ایجاب وقبول کرلیا جائے۔ اور شب زفاف کے بعد طاقت وسہولت کے مطابق ولیمہ کرلیا جائے۔

ولیمہ:

ولیمہ سنت ہے حضور اکرم ﷺ نے حضرت زینبؓ سے نکاح فرمایا تو بکری کے گوشت سے ولیمہ فرمایا۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ "**ما رأیت النبی ﷺ أولم علی أحد من نسائه ما أولم علی زینب أولم بشاة**". (۲) جبکہ دوسری زوجہ مطہرہ سے نکاح کے بعد دو مد جو سے ولیمہ فرمایا، حضرت صفیہ بنت شیبہ روایت کرتی ہیں "**اولم النبی ﷺ علیٰ بعض نسائه بمدین من شعیر**" (۳)

(۱) ترمذی جلد ۳ ص ۳۹۹، باب ما جاء فی اعلان النکاح، دار الکتاب العلمیۃ، بیروت
(۲) بخاری ج ۳ ص ۲۵۵، باب الولیمۃ لو بشاۃ
(۳) بخاری ج ۳ ص ۲۵۵

ولیمہ وہی سنت ہے جس کا اہتمام بآسانی کیا جا سکے۔ ولیمہ کا مقصد نکاح کی تشہیر اور خوشی ومسرت میں اعزاء واقارب اور دوست واحباب کو شریک کرنا ہے لیکن اس قدر خرچ کرنا کہ بعد میں افسوس وندامت ہو یا قرض کی نوبت آجائے اسلام میں اس کی اجازت نہیں ہے۔

ولیمہ میں مالداروں کو بلانا اور غریبوں کو نظرانداز کر دینا از روئے شرع منع ہے۔ ولیمہ کا کھانا شب زفاف کے بعد کھلایا جائے۔ ولیمہ کی دعوت کو قبول کرنا سنت ہے۔ اگر کوئی مجبوری نہ ہو اور جائے ولیمہ کوئی غیر شرعی کام نہ ہو رہا ہو تو اس میں ضرور شرکت کرنی چاہئے، ایک موقع پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

شر الطعام طعام الولیمة یدعی لها الأغنیاء ویترک الفقراء، ومن ترک الدعوة فقد عصی الله و رسوله (۱) ''ولیمہ کا برا کھانا وہ ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جائے اور جس نے دعوت میں شرکت نہیں کی اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔''

مذکورہ اسلامی تعلیمات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اسلام میں شادی تمام رسوم وتکلفات سے پاک ہے۔ اسلام کا نظامِ نکاح دونوں جہاں کے سکون و کامیابی کو اپنے اندر سموئے ہے۔ فضول خرچی، تلک، جہیز اور غیر شرعی اعمال و رسوم کی اس میں قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ نکاح ایک عبادت ہے لہٰذا اس میں اللہ اور اس کے رسول کے احکام اور خوشنودی کا خیال نہ رکھنا اس کے فوائد وثمرات سے محروم ہوجانے کا

بخاری ج ۳ ص ۲۵۵

ذریعہ ہے۔جب معنویت ختم ہوجائے تو دنیاوی مفاد ہی باقی رہ جاتا ہے،نکاح کا بندھن کمزور ہوجاتا ہے، پھر رسم ورواج کی پابندی،فضول خرچی اور اسراف،سامان وروپیے کا مطالبہ،بیوی کے حقوق میں کوتاہی، بیوی کو معلق رکھنے،اذیت رسانی اور قتل،خودکشی،طلاق،کیس ومقدمہ اور محض پہلی بیوی کو پریشان کرنے کے لیے دوسری شادی کرنے کا چلن عام ہوجاتا ہے، جب ہم اپنے خاندان ،معاشرہ اور ہندوستانی سماج کا گہرائی سے جائزہ لیتے ہیں تو ہر طرف خدا فراموشی، دنیا طلبی و مفاد پرستی اور درندگی وشیطانیت کی حکمرانی پاتے ہیں، جس کی وجہ سے دل کو پاش پاش کردینے اور دماغ کو شل کر دینے والے واقعات بکثرت وقوع پذیر ہورہے ہیں ، بسا اوقات انسانی کرتوت واعمال ،درندوں کی درندگی کو ہیچ وکمتر بنا دیتے ہیں

شوہراور بیوی کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے زوجین کے ذریعہ اس جہاں کو معمور وآباد فرمایا۔ان کے درمیان سکون واطمینان اور محبت والفت کی ایک لازوال دولت عطا فرمائی اور حقوق وفرائض کے ذریعہ اس لازوال دولت کی حفاظت فرمائی ۔حقوق کی عدم ادائیگی کو مستحق عذاب وسزا قرار دیا۔خاوند وبیوی ایک دوسرے کے لیے لباس ہیں جس طرح لباس ستر پوشی ،عیب پوشی اور زینت وخوبصورتی کا ذریعہ ہے اسی طرح شوہر بیوی ایک دوسرے کے عیوب کی پردہ پوشی کرنے والے اور ایک دوسرے کے لیے زینت وخوبصورتی اور ایک دوسرے کی ضرورت اور تکمیل ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔" **ھن لباس لکم وانتم لباس لھن** " (۱) یعنی وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے) اللہ تعالیٰ نے زوجین کے درمیان محبت والفت کو اپنی نشانی قرار دیتے ہوئے فرمایا: **ومن آیاتہ ان خلق لکم من أنفسکم ازواجاً لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مؤدۃ ورحمۃ ان فی ذلک لآیۃ لقوم یتفکرون** .(۲)"اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس کی بیبیاں بنائیں تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں"۔

شوہر کے حقوق:۔

اسلام نے میاں بیوی کے لئے حقوق وفرائض متعین کر کے رشتہ ازواج کو مضبوط و مستحکم بنایا اور اخلاقی تعلیمات کے ذریعہ دونوں کی زندگی کو پرسکون وخوشگوار بنایا، اس نے بیوی کو ہر طرح کی مالی ذمہ داریوں سے سبکدوش رکھا ہے ۔مہر، نفقہ، لباس ، دوا علاج اور دوسری ضروریات نیز بچوں کی کفالت کی ذمہ داری مردوں کے سر رکھی گئی ہے ۔ دونوں کو فطرت وصلاحیت کے مطابق ذمہ داریاں سپرد کی گئی ہیں جب دونوں اپنے اپنے فرائض کو ادا کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کرتے ہیں تو دنیا میں عزت وسکون اور کامیابی ملتی ہے ۔ اور آخرت میں بھی اجر وثواب ملتا ہے۔موجودہ دور میں جہاں عورتوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی برتی جا رہی ہے وہیں عورتیں بھی اپنے اوپر عائد حقوق

(۱) سورہ بقرہ: ۱۸۷ (۲) سورہ روم: ۲۱

وذمہ داریوں کو بھولتی جا رہی ہیں اور اس غفلت وکوتاہی کی وجہ سے مسلم معاشرہ انتشار وخلفشار کا شکار ہے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم زوجین اسلامی احکام کے مطابق زندگی گذارتے ہوئے اپنی زندگی کو پرسکون وکامیاب بنائیں اور دوسروں کو بھی متأثر کرنے کی کوشش کریں۔

بیوی پر شوہر کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی نیک کاموں میں فرمانبرداری کرے اور اپنے نفس اور اس کے مال کی حفاظت کرے اور اپنی ظاہری شکل وصورت اور عمل سے اس کو ناراض نہ کرے اور جب وہ تھکا ماندہ گھر لوٹے تو وہ اس کا خندہ پیشانی سے استقبال کرے۔

حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما استفاد المؤمن بعد تقوی الله خیراً له من زوجةٍ صالحةٍ ان امرها أطاعته وإن نظر الیها سرّته وان اقسم علیها أبرّته وان غاب عنها نصحت فی نفسها وماله . (۱) ترجمہ:۔مومن نے اللہ کے خوف اور تقوی کے بعد کسی چیز سے فائدہ نہیں اٹھایا جو اس کے لیے زیادہ بہتر ہو اس نیک بیوی سے (جو اس کے حکم کی ایسی پابند ہو کہ) اگر وہ حکم دے تو اس کی فرمانبرداری کرے اور اگر وہ اس کی طرف دیکھے تو وہ اس کو خوش کردے۔ اور اگر وہ اس کے سلسلے میں کسی بات پر قسم کھالے تو (وہ اس کے مطابق کام کرکے) اس کی قسم کو سچا کردے اور اگر وہ اس کے پاس موجود نہ ہو تو وہ عورت اپنے نفس اور اس

(۱) ابن ماجہ ج۱، ص:۵۹۶، المکتبۃ العلمیۃ، بیروت

کے مال کے بارے میں اس مرد کی خیر خواہی کرے۔

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ **أی الناس أعظم حقا علی المرأة؟ قال زوجها۔** عورت پر لوگوں میں سے کس کا سب سے زیادہ حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے شوہر کا''

اس کی تائید ایک دوسری روایت سے بھی ہوتی ہے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ **لو أمرت احداً أن یسجد لأحد لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها ولو ان رجلا أمر امرأة أن تنقل من جبل أحمر الی جبل أسود و جبل أسود الی جبل أحمر لکان نَوْلُها ان تفعل۔** (۱) ترجمہ:۔ اگر میں کسی کو کسی کے سامنے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو ضرور حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کے سامنے سجدہ ریز ہو اور اگر شوہر اپنی بیوی کو حکم دے کہ وہ سرخ پہاڑ کو کالے پہاڑ سے اور کالے پہاڑ کو سرخ پہاڑ سے بدل دے تو عورت کے بس میں ہو تو ایسا کرے''۔

اللہ نے نیک بیویوں کا وصف یوں بیان فرمایا ہے:۔ **فالصالحات قانتات حافظات للغیب بما حفظ الله** .(۲) ''سو جو عورتیں نیک ہیں اطاعت کرتی ہیں مرد کی عدم موجودگی میں بہ حفاظت الٰہی نگہداشت کرتی ہیں''۔

اسلام نے اللہ کی اطاعت اور دینی فرائض کی انجام دہی اور شوہر کی اطاعت کو ایک ساتھ بیان کیا ہے جس سے اس کی اہمیت مزید اجاگر ہو جاتی

(۱) سنن ابن ماجہ ج۱،ص:۵۹۵، باب حق الزوج علی المرأة . المکتبة العلمیة، بیروت (۲) سورہ نساء:۳۴

ہے۔عن عبد الرحمن بن عوف قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صلت المرأة خسمها وصامت شهرها وحفظت فرجها وأطاعت زوجها قيل لها ادخلي الجنة من أى أبواب الجنة شئت .

(۱) ترجمہ:۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب عورت پانچ وقتوں کی نماز ادا کرتی ہے اور رمضان کے روزے کو رکھ لیتی ہے۔ اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرلیتی ہے اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرلیتی ہے تو اس سے کہا جائے گا۔ جنت کے جس دروازے سے چاہو اس میں داخل ہو جاؤ''۔

شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری اور اس کو خوش وخرم رکھنے پر جنت کی خوشخبری ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث کے ساتھ مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ حضرت ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أيما امرأة ماتت وزوجها عنها راض دخلت الجنة ۔(۲) ترجمہ: ''جو عورت اس حال میں انتقال کرتی ہے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی''۔

فرمانبردار واطاعت شعار بیویوں کے لئے جہاں جنت کی خوشخبری ہے وہیں نافرمان بیوی کے لئے دوزخ کی وعید ہے۔ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ **وانی رأيت النار فلم**

(۱) الترغيب والترهيب ج۳،ص:۵۳ (۲) سنن الترمذی ج۳،ص:۴۶۶، باب ما جاء في حق الزوج على المرأة

أر كاليوم منظراً قط ورأيت اكثر أهلها النساء قالوا لم يا رسول الله ؟ قال بكفرهن قيل يكفرن بالله قال يكفرن العشير ويكفرن الاحسان لو احُسَنُتَ الى احداهن الدهر ثم رأت منك شيئا قالت ما رأيت منك خيراً قط . (۱) ترجمہ:۔ میں نے دوزخ کو دیکھا تو اس دن کی طرح کبھی کسی منظر کو نہیں دیکھا میں نے جہنم میں زیادہ تر عورتوں کو دیکھا صحابہ کرام نے دریافت کیا: یارسول اللہ ایسا کیوں؟ آپ نے فرمایا اپنی ناشکری کی وجہ سے۔ کہا گیا۔ وہ اللہ کی ناشکری کرتی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموشی کرتی ہیں اگر تم ہمیشہ ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرتے رہے پھر کبھی تمہاری جانب سے کسی کمی کو پالیا تو کہے گی کہ آپ کی جانب سے کبھی کسی بھلائی کو پایا ہی نہیں''۔

مذکورہ تفصیلات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ایک کاموں میں شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری بیوی پر واجب ہے۔ اس عورت کے لئے جنت ہے جس نے اپنے شوہر کو مرتے دم تک خوش رکھا اور اپنی نیک خصلتوں اور خدمت و فرمانبردار ایسے دینی ودنیاوی امور کی انجام دہی میں اس کی معاونت کی۔ اس عورت کے لئے دوزخ ہے جس نے اپنے شوہر کی نافرمانی وناشکری کی۔ اور اپنے اخلاق وکردار سے اس کو تکلیف پہنچائی۔ خوش نصیب ہیں وہ بیویاں جو اپنے شوہر کی فرمانبرداری اور خدمت کرکے جنت کی مستحق ہوئیں اور اللہ مسلم معاشرہ کی تمام بیویوں کو اپنے شوہر کی فرمانبرداری اور خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(۱) بخاری ج۳،ص:۲۶۲

بیوی پر شوہر کا حق یہ ہے کہ اپنی عزت اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے اور اپنے قول وعمل کے ذریعہ شوہر کو خوش رکھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ما استفاد المؤمن بعد تقوی اللہ ، خیراً له من زوجة صالحة ، ام أمرها اطاعته ، وان نظر اليها سرّته ، وان اقسم عليها ابرّته ، وان غاب عنها نصيحته في نفسها وماله۔(۱)**

’’مؤمن کے لیے تقویٰ کے بعد صالح عورت سے بہتر کوئی چیز نہیں کہ شوہر اس کو جو کہے وہ مانے ،شوہر جب اس کی طرف دیکھے تو اس کو خوش کردے اور اگر شوہر اس کو قسم دے کر کچھ کہے تو وہ اس کی قسم پوری کردے اور شوہر گھر پر نہ ہو تو اپنے آپ کی اور اس کے مال کی پوری حفاظت کرے‘‘۔

شوہر پر بیوی کا حق یہ ہے کہ اس کی دلجوئی کرے، اس کے نان ونفقہ کا انتظام کرے ،اس کی معمولی غلطیوں کو معاف کرے ، اس کی خوبیوں پر نگاہ رکھے، اس کو باندی کی طرح نہ مارے ، ایک صحابی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا:

ما حق المرأة على الزوج قال ان يطعمها اذا طعم أان يكسوها اذا اكتسى ولا يضرب الوجه ولا يقبح ولا يهجر الا في البيت۔(۲)

بیوی کا حق شوہر پر کیا ہے فرمایا جب خود کھائے تو اس کو کھلائے جب خود پہنے تو اس کو پہنائے ، نہ اس کے منھ پر تھپڑ مارے نہ اس کو برا بھلا کہے نہ گھر کے

(۱) سنن ابن ماجۃ ج۱،ص:۵۹۶ ،المکتبۃ العلمیۃ ، بیروت (۲) ابن ماجہ ج۱،ص:۵۹۳ ،المکتبۃ العلمیۃ ، بیروت

علاوہ اس کی سزا کے لیے اس کو علیحدہ کرے۔ ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا:

خيركم خيركم لاهله ۔تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لیے سب سے بہتر ہو۔ ایک صحابی باوجود تقویٰ وپرہیزگاری کے اپنی بیوی کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے ۔ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : **ولزوجک علیک حقا** ۔(۱) اور تمہاری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔

گھریلو ماحول کو پرسکون بنانے اور ازدواجی زندگی کو خوشگوار اور پرلطف بنانے کے لیے جھوٹ بولنے تک کی اجازت دی گئی ہے ۔ حالانکہ عام حالت میں جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے ۔حضرت ام کلثوم بن عطیہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں جھوٹا شمار نہیں کرتا اس شخص کو جو لوگوں کے درمیان صلح صفائی کے لیے جھوٹ بولتا ہے ، اس سے اس کا مقصد صرف اصلاح ہوتا ہے اور اس شخص کو جو جنگ میں جھوٹ بولتا ہے اور اس شخص کو جو اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے جھوٹ بولتا ہے اور اس عورت کو جو اپنے شوہر کو خوش کرنے کے لیے جھوٹ بولتی ہے ۔(۲)

خاوند وبیوی کو اپنے اپنے حقوق کی ادائیگی میں غفلت سے کام نہیں لینا چاہئے ۔ ہر ایک کو اپنے کیے کا حساب اللہ کے سامنے دینا ہوگا۔ اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزانہ کلام جس کی تفصیل ہزاروں صفحات میں بھی نہ سما سکے ۔ ملاحظہ فرمائیے :

(۱) بخاری ج۱،ص: ۳۳۸ (۲) سنن ابی داؤد ج۴،ص: ۲۸۲ ، باب فی اصلاح ذات البین

كلكم راعٍ وكلكم مسئول عن رعيته ، الامام راع ومسئول عن رعيته ، والرجل راعٍ فى اهله وهو المسئول عن رعيته، والمرأة راعية فى بيت زوجها ومسئولة عن رعيتها ، والخادم راعٍ فى مال سيده ومسئول عن رعيته قال وحسبت ان قد قال والرجل راعٍ فى مال ابيه ومسئول عن رعيته وكلكم راعٍ وكلكم مسئول عن رعيته۔(۱)

تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا ، امام نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سول کیا جائے گا ۔ آدمی اپنے اہل وعیال کا نگہبان ہے اس سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی ذمہ دار ہے اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی ۔ اور خادم اپنے آقا کے مال کا نگہبان ہے اس کی نگہبانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا ۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ آدمی اپنے والد کے مال کا نگہبان ہے اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا اور ہر ایک نگہبان ہے اس کے ماتحت کے بارے میں سوال کیا جائے گا ۔

اسلام سے قبل عورت ظلم وستم کی چکی میں پس رہی تھی اسلام نے اس کو عزت وسر بلندی عطا کی اور اس کو ہر جائز حقوق سے نوازا ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویوں کے ساتھ حسن سلوک فرمایا اور آپ کے ارشاد کے مطابق صحابہ کرام

(۱) بخاری ج۱،ص:۱۶۰، باب الجمعه فى القرى والمدن، دارالمعرفة، بیروت

رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلاف امت نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا ایسا درخشاں باب ہمارے لیے چھوڑا ہے جو سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے لیکن افسوس کہ آج عورتوں کے حقوق سے غفلت ولا پرواہی عام ہوتی جارہی ہے ۔ شادی کے موقع پر جہیز کا مطالبہ جس کی شریعت اجازت نہیں دیتی ہے اور مطلوبہ جہیز نہ ملنے پر ان پر ظلم وستم کرنا اور اس کو زندہ جلا دینا ایسا گھناؤنا فعل ہے جس سے درندوں کا بھی سر شرم سے جھک جائے اور اپنی درندگی ہیچ معلوم ہونے لگے ۔ مہر کی ادائیگی سے خاوند ساری زندگی اس قدر غافل ہوتا ہے کہ بستر مرگ پر ہی مہر کی ادائیگی کا خیال آتا ہے۔ دنیا سے جاتے جاتے بیوی سے مہر معاف کرالیا جائے ۔ معمولی معمولی باتوں پر بے تحاشہ مار پیٹ کرنا ، عفو ودرگزر سے کام نہ لینا بیوی کی خوبیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے عیوب کی تلاش وجستجو میں لگے رہنا ، غصہ میں آپے سے باہر ہوئے تو اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاق دے دینا ۔ یہ عورتوں پر ظلم وستم کے وہ نمایاں ابواب ہیں جن کا چلن عام ہو چکا ہے ۔ حالانکہ قرآن وحدیث میں عورتوں کے حقوق کی ادائیگی پر اجر وثواب اور عدم ادائیگی پر وعید ومذمت وارد ہوئی ہے لیکن افسوس کہ اسلامی تعلیمات سے عدم واقفیت یا واقفیت کے باوجود عمل نہ کرنا امت مسلمہ کی پہچان بنتی جارہی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ (آمین)